سوال

حدیث (من زار قبری بعد مماتی فکا نما زارنی فی حیاتی) کی صحت

جواب

الحمد للہ

دار قطنی (278/2) نے حاطب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

جس نے میری موت کے بعد زیارت کی گویا کہ اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی ہو ۔ الحدیث ۔

تو اس حدیث پر اکثر علماء نے باطل ہونے کا حکم لگایا ہے اور یہ کہ یہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہی نہیں ۔

اس حدیث کے ایک راوی ھارون بن ابی قزعۃ کے متعلق امام ذھبی رحمہ اللہ تعالی نے لسان المیزان (285/4) میں ترجمہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ :

ھارون بن ابی قزعۃ المدنی عن رجل ، عن زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔ کہ ھارون بن ابو قزعہ مدنی ایک شخص سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت میں بیان کرتا ہے ۔

امام بخاری رحمہ اللہ الباری کہتے ہیں کہ لایتابع علیہ ۔ اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ ازدی کا قول ہے : ھارون بن ابی قزعۃ آل حاطب میں سے ایک آدمی سے مرسل روایات بیان کرتا ہے ۔

تو میں (حافظ ابن حجر) کہتا ہوں تو اس سے یہ متعین ہو گیا کہ ازدی نے جو چاہا ہے وہی ہے ، اور یعقوب بن ابی شیبہ نے بھی اسے ضعیف کہا ہے ۔ دیکھیں لسان المیزان (217/6) ۔

اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالی نے تلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر (266/2) میں بھی اسے ذکر کرنے کے بعد کہا کے ہے اس کی سند میں ایک مجھول شخص ہے ، اور حافظ ابن حجر کا اس آدمی سے مقصد بھی آل حاطب کا ایک شخص ہے ۔

اور شیخ الاسلام ابن تیمیۃ رحمہ اللہ تعالی التوسل والوسیلۃ میں اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں کہ : اس کا جھوٹ اور کذب ظاہر اور دین اسلام کے خلاف ہے ، کیونکہ جس نے ایمان کی حالت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور مومن ہی مرا تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں شمار ہوا اور خاص کر اگر وہ ان کی طرف ہجرت کرنے اور ان کے ساتھ جہاد کرنے والوں میں سے ہوا ۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ صحیح اور ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میرے صحابہ پر سب وشتم نہ کرو ، اس ذات کی قسم جس کے ھاتھ میں میری جان ہے اگر تم احد پہاڑ جتنا سونا بھی اللہ تعالی کے راستے میں خرچ کرو تو پھر بھی ان کے ایک مد اور نہ ہی آدھے مد تک پہنچ سکتے ہو ۔ صحیح بخاری و مسلم ۔

تو صحابہ کرام کے بعد واجبی امور اور فرائض مثلا حج ، جہاد ، اور پانچ نمازوں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود جیسے پر عمل کرنے والا بھی صحابہ کرام جیسا نہیں ہو سکتا تو پھر ایک ایسا عمل جو کہ مسلمانوں کے اتفاق سے واجب بھی نہیں بلکہ جس عمل کے لیے سفر بھی مشروع نہیں بلکہ ممنوع ہے پر عمل کرنے والا شخص صحابہ اکرام جیسا کیسے ہو سکتا ہے ؟

لیکن مسجد نبوی اور مسجد اقصی کی طرف نماز کےلیے سفر کرنا مستحب ہے اور اسی طرح حج کے لیے کعبہ جانا واجب ہے ، توجو بھی یہ مستحب اور واجب سفر کرتا ہے وہ بھی کسی صحابی کی طرح نہیں ہوسکتا جس نے اپنی زندگی میں یہ سفر کیا تھا تواب ایک ایسا سفر جوکہ ممنوع سفر ہے اس کے کرنے والا کیسے ہوگا ؟ ۔ دیکھیں التوسل والوسیلۃ (134) ۔

اور صفحہ (133) میں لکھتے ہیں کہ : نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کے بارہ میں جتنی بھی احادیث وارد ہیں وہ سب کی سب ضعیف ہیں جن پر دینی امور میں سے کسی پر بھی اعتماد نہیں کیا جاسکتا ۔

لھذا اسی لیے ان روایات کو صحاح اور سنن میں سے کسی نے بھی روایت نہیں کیا بلکہ انہیں روایت کرنے والے وہ ہیں جو ضعیف احادیث کو روایت کرتے ہیں مثلا دار قطنی اور بزار وغیرہ ۔

شیخ البانی رحمہ اللہ تعالی اس حدیث کو باطل قرار دے کر اس کی علت بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ پہلی علت یہ ہے کہ اس میں راوی کا نام بیان نہیں ، اور ھارون ابی قزعۃ کو ضعیف قرار دیا ، اور تیسری علت یہ بیان کی ہے کہ اس میں اختلاف اور اضطراب پایا جاتا ہے ۔

پھر علامہ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ : اجمالی طور پر یہ حدیث واھی الاسناد ہے ۔ دیکھیں الضعیفۃ حدیث نمبر (1021) ۔

اور ایک جگہ پر علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی لکھتے ہیں :

اکثر لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اور ان جیسا عقیدہ رکھنے والی سلفی حضرات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت سے منع کرتے ہیں ، تو یہ کذب اور افتراء ہے اور شیخ الاسلام اور سلفیوں پر یہ کوئی پہلا الزام اور جھوٹ نہیں ۔

جس نے بھی شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی کے کتب کا مطالعہ کیا ہے وہ اس بات کا بخوبی علم رکھتا ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت مشروع قرار دی ہے لیکن ایک شرط لگائی ہے کہ اگر اس زیارت میں مخالفات شرعیہ اور بدعات نہ پائی جائیں ، مثلا قبر کی زیارت کرنے کی نیت سے رخت سفر باندھنا ۔

اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عمومی طور پر فرمان ہے :

(تین مساجد کے علاوہ کسی اور کی طرف سفر نہیں کیا جاسکتا)

تو اس حدیث میں مستثنی صرف مساجد ہی نہیں جیسا کہ بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں بلکہ ہر اس جگہ کا استثناء ہے جس سے اللہ تعالی کا تقرب حاصل کرنے کا مقصد ہو چاہے وہ مسجد ہو یا قبر وغیرہ اس کی دلیل وہ حدیث ہے جسے

ابو ھریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں جس میں ہے کہ :

میں بصرہ بن ابی بصرہ غفاری سے ملا توانہوں نے مجھ سے سوال کیا کہ کہاں سے آرہے ہو ؟ میں نے جواب دیا طور سے ، تو وہ کہنے لگے کہ اگر جانے سے پہلے تم ملتے تو وہاں نہ جاتے ! میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرمارہے تھے ، تین مسجدوں کے علاوہ کسی اور کی طرف سواریاں تیار نہ کی جائیں ۔

مسند احمد وغیرہ نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے ۔

تو یہ اس بات کی صریح دلیل ہے کہ صحابہ کرام اس حدیث سے عموم ہی سمجھتے تھے ، اور اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ کسی بھی صحابی سے یہ ثابت نہیں کہ اس نے کسی قبر کی زیارت کے لیے سفر کیا ہو ، تو اس مسئلہ میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی کے سلف بھی وہی صحابہ ہیں ، تو جو بھی شیخ الاسلام پر طعن کرتا ہے وہ اصل میں سلف صالحین رضی اللہ

تعالی عنھم پر طعن کرتا ہے ۔

اور کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے اللہ تعالی اس پر رحم کرے :

سلف کی اتباع میں ہی ہر قسم کی خیر و بھلائی ہے اور ہر خلف کی اتباع میں شر ہی شر ہے ۔ انتھی ۔ دیکھیں سلسلۃ احادیث الضعیفۃ حدیث نمبر (47)

خلاصہ :

اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ قبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی غرض و نیت سے سفر کرنا اس حدیث کی بنا پر حرام اور بدعت ہے جس میں تین مسجدوں کے علاوہ کسی اور جگہ پر عبادت کی غرض سے سفر کرنا ممنوع قرار دیا گیا ہے ۔

لیکن جو شخص مدینہ میں ہے اس کے لیے قبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت صحیح اور مشروع ہے اور اسی طرح مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز پڑھنے کی غرض سے سفر کرنا عبادت اور اللہ تعالی کے قرب اور اطاعت کا باعث ہے ۔

غلطی اور اشکال اس وقت پیدا ہوتا ہے جب ان دونوں کے درمیان فرق کو سمجھا نہ جائے کہ مشروع کیا چیز اور ممنوع کیا ہے ۔

والله تعالی اعلم .